ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۴ | ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۸ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۵ جولائی بوقت ۱/۲ ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل سر درد اور خفیف حرارت رہی۔ مگر آج طبیعت نسبتاً اچھی ہے احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کامل عطا فرمائے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی صحت کے لئے دعا جاری رکھی جائے

سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۵ جولائی چند روز کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئیں۔

۲ جولائی "بزم احمد" کا ایک عام اجلاس جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے زیر صدارت مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانوں کو تنزل کیوں ہوا۔ مسیح موعودؑ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فضیلت اور مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر طلباء نے تقریریں کیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک قطعی دلیل

(فرمودہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دنیا میں آنا۔ اور پھر وہاں سے رخصت ہونا قطعی دلیل آپ کی نبوت پر ہے آئے آپ اس وقت جبکہ زمانہ ظهر الفساد فی البر والبحر۔ کا مصداق تھا۔ اور ضرورت ایک نبی کی تھی۔ ضرورت پر آنا بھی ایک دلیل ہے۔ اور آپ اسوقت دنیا سے رخصت ہوئے جب اذا جاء نصر اللہ کا آوازہ دیا گیا۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے۔ کہ آپ کس قدر عظیم الشان کامیابی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تو نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ کہ فوج در فوج لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ فسبح بحمد ربک یعنے وہ رب جس نے اس قدر کامیابی دکھلائی۔ اس کی تسبیح و تحمید کر۔ اور انبیاء پر جو انعامات پوشیدہ رہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھولدیئے گئے اور رحمت کے تمام امور اجلی کر دیئے۔ کوئی بھی مخفی نہ رکھا"

(الحکم ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک کے تبلیغی مشنوں کی ہفتہ وار ڈاک سے ضروری خبریں

مبلغ سماٹرا کی تبلیغی مساعی

مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سماٹرا لکھتے ہیں۔ کہ میں میدان شہر میں پہونچ گیا ہوں۔ یہ شہر سماٹرا کا مرکزی شہر ہے۔ یہاں حکام سے ملاقات کی۔ علماء سے ملاقاتیں کیں۔ اور انہیں پیغام حق پہونچایا۔ یہ اللہ تعالٰے کا خاص فضل ہے۔ کہ ان میں سے بہت کم کو میرے خلاف لب کشائی کی جرأت ہوئی۔ عام طور پر انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ اس کے بعد میں پادریوں کی طرف گیا۔ ایک کیتھولک پادری صاحب سے ملا۔ تو انہوں نے میرا نام دریافت کیا۔ جب میں نے نام بتایا۔ تو کہنے لگے۔ آپ سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک اور پروٹسٹنٹ پادری صاحب کے ہاں پہونچا۔ کہنے لگے۔ کیا آپ مبلغ احمدیت ہیں۔ اور میرے جواب پر کہنے لگے۔ کہ آپ سے گفتگو کی جرأت مجھ میں نہیں مخالفین سلسلۂ عالیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے کسر صلیب پر اعتراضات ہیں۔ لیکن بنظر انصاف جائیں۔ کہ کیا یہ کسر صلیب نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنےٰ ترین خادم کے ساتھ بڑے بڑے پادری گفتگو کرنے سے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک پادری صاحب کی درخواست پر میں نے بعض کتب انہیں پڑھنے کے لئے دیں۔ ان کا وعدہ تھا۔ کہ میں دارالتبلیغ میں آؤنگا۔ مگر یہ وعدہ انہوں نے پورا نہ کیا۔ ہاں ایک اخبار میں میرے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی اس طرح اللہ تعالٰے نے تبلیغ کا ایک رستہ کھولدیا۔ کیونکہ اس کے جواب میں میں نے بھی ایک مضمون شائع کرایا۔ پبلک پر اس کا بہت اثر ہوا۔ بعض اور معززین کو بھی لٹریچر دیا گیا۔ بعض کو تبلیغی خطوط لکھے :۔

بعض لوگوں نے یہاں ایک انجمن متلاشیان حق قائم کی۔ اور مجھے مباحثہ کا چیلنج دیا۔ اگرچہ ان کے شرائط نہایت نامعقول تھے۔ تاہم ابلاغ حق کی خاطر میں نے مباحثہ منظور کر لیا۔ پاڈانگ سے معزز دوست مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل کی معیت میں پہونچ گئے۔ ۳۔ جون مناظرہ ہوا۔ ہمارے مقابل پر شرقی سماٹرا کے تمام جیدہ عالم جمع کئے گئے۔ رئیس مناظر نے کوئی ٹھوس اعتراضات پیش کرنے کی بجائے بعض مصری اخبارات کے اقتباسات پڑھنے پر اکتفا کیا۔ جن کے ایسے مدلل جواب مولوی ابوبکر صاحب نے دیئے۔ کہ غیر احمدیوں نے بھی اپنے مناظر کی شکست کو محسوس کیا۔ اور پھر دو اور مولویوں کو پیش کیا۔ لیکن انہوں نے محض اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ ان کی اس خفیف الحرکتی کا غیر احمدی پبلک پر بہت برا اثر ہوا۔ چنانچہ مقامی اخبارات نے اس کا بڑے زور سے اظہار بھی کیا۔ ہمارے فاضل دوست نے ان کی سطحی باتوں کی عمدگی سے تردید کی۔ جن اخبارات میں مناظرہ کی روئداد شائع ہوئی۔ وہ معمول سے بہت زیادہ تعداد میں طبع ہوئے۔ ایک اخبار نے لکھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے مناظر کی تقریریں صاف طور پر ظاہر کر رہی تھیں۔ کہ اس کا علم بہت وسیع اور گہرا ہے اس کے مقابل میں ہمارے علماء کی تحقیق افسوسناک حد تک کم تھی۔ ایک اور اخبار نے لکھا۔ ہم احمدی نوجوان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کی طرز بحث اور تائید احمدیت کا طریق پبلک کو حیرت میں ڈال رہا تھا۔ اس کے مذہبی معلومات کی وسعت ظاہر کر رہی تھی۔ کہ وہ کوئی معمولی عالم نہیں۔ اور اخبارات نے بھی شاندار تبصرے کئے ہیں۔ مباحثہ کے بعد قریباً اسی لوگ ہمارے ہاں مذہبی گفتگو کے لئے آئے۔

ماریشس کے مخلص احمدی

مسٹر اے ایچ سوکیا ماریشس سے لکھتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے جماعت احمدیہ ماریشس میں احمدیت کے کامل نمونے نظر آتے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کا ثبوت ہے۔ کہ اس دور دراز خطہ کے رہنے والے بھی حضور کی روحانی تجلیات سے منور ہو رہے ہیں۔ حافظ جمال احمد صاحب مبلغ اپنے بچوں کی بیماری کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ ان کی یہ پریشانیاں خدا تعالٰے اپنے فضل سے رفع فرمائے :۔

لنڈن مشن میں تبلیغ حق

مولوی محمد یار صاحب عارف لنڈن سے رقمطراز ہیں۔ کہ ۲۔ جون کو ایک سوسائٹی کے ممبر جو تعداد میں ۸۰ تھے مسجد میں آئے۔ یہ لوگ گزشتہ سال بھی آئے تھے۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے ان کو خوش آمدید کہتے ہوئے عقائد اسلام شرح و بسط سے ان کے سامنے پیش کئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو دلنشین پیرایہ میں بیان کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض زبردست پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا۔ سوا گھنٹہ کی تبلیغ کے بعد ان کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ اور پھر درد صاحب نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ ان میں انفرادی تبلیغ کا بھی خوب موقعہ ملا۔ اور بعض کو اسلامی مسائل سمجھائے گئے پیچھے پھر ان سب کو دعوت چائے دی گئی جس کے اہتمام میں صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور بعض نومسلم دوستوں نے حصہ لیا۔ پارٹی کے ممبروں میں سے بعض نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا :۔

اتوار کے جلسہ میں مسٹر عمر بش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات پر ایک عمدہ تقریر کی۔ جو محنت سے تیار کی گئی تھی۔ انفرادی تبلیغ کے مواقع بھی ملتے رہے۔ بعض سیاسی ملاقاتیں بھی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کی گئیں۔ نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی۔ مسجد کے قریب سٹیشن بنوانے کی کوشش جاری ہے۔ اس لئے بعض ہمسایوں سے ملاقاتیں کی گئیں :۔

کتاب مواہب الرحمٰن کی ضرورت

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا کے لئے حضرت اقدس کی کتاب مواہب الرحمٰن کی ضرورت ہے۔ مرکز میں بہت تلاش کی گئی ہے۔ مگر کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ مولوی صاحب موصوف دور دراز سمندر پار کے ملک میں ہیں۔ جہاں اس کتاب کی اشد ضرورت ہے۔ جو بھائی ایک نسخہ اس کتاب کا بھجوا سکیں۔ انہیں شکریہ کے ساتھ قیمت بھی ادا کی جائیگی۔ جو بھائی کتاب دے سکیں۔ اطلاع دیں۔ تا قیمت کا فیصلہ کیا جائے۔ ناظر دعوت و تبلیغ ۔ قادیان۔

شکریہ احباب

عاجز کے متعلق سگ گزیدگی کی خبر پا کر جن احباب نے عاجز کے حق میں دعائیں کیں۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں خواہ انہوں نے مجھے اطلاع دی یا نہیں کی۔ اللہ تعالٰے ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے وھو السمیع العلیم اچھی طرح سے دوبارہ تحقیقات کر لی ہے۔ کتا دیوانہ نہیں تھا۔ زخم دو تین دن میں اچھے ہو گئے تھے۔ اور اب کوئی تکلیف باقی نہیں اللہ تعالٰے احباب کو جزائے خیر دے۔ دعا کریں کہ جس تحقیقات قبر مسیح کے متعلق عاجز یہاں آیا ہے۔ اسمیں بھی اللہ تعالٰے کامیابی دے اسکے متعلق میں عنقریب ایک مضمون ہدیۂ ناظرین کرونگا۔ انشاء اللہ۔ عاجز کا پوتا کراچی میں بیمار ہے اس کی بحالیٔ صحت کیواسطے احباب سے درخواست دعا ہے۔

عاجز مفتی محمد صادق معرفت پوسٹ ماسٹر۔ سری نگر۔ کشمیر۔

ضروری تصحیح

گزشتہ پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے فرمودہ خطبۂ نکاح کا جو خلاصہ قلم بند کرنے والے کے اپنے الفاظ میں درج ہوا ہے اس میں یہ فقرہ قابل اصلاح ہے۔ کہ "کچھ عرصہ کے بعد آپ کا نور بھی معدوم ہو جائے"! مراد یہ تھی۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد آپکے نور سے بھی لوگ محروم ہو جائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴	قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۵۳ھ	جلد ۲۲

ہندوؤں کے مقابلہ میں سکھوں کی غیرت کہاں گئی؟

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین پنڈت دیانند نے کی یا حضرت مسیح موعودؑ نے

حضرت مسیح موعودؑ کا پیش کردہ اصل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالےٰ نے امن کا شہزادہ قرار دیا ہے۔ اور دُنیا میں مختلف مذاہب وملل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں باہم نفرت و حقارت کی بجائے محبت اور صلح و آشتی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے آپ نے ایک ایسا سُنہری اصل پیش کیا۔ کہ جس پر عمل کرنے سے وُہ تمام بغض وعناد مٹ سکتا ہے جو آئے دن ہندوستان میں سر پھٹول کا موجب ہوتا رہتا ہے وُہ اصل یہ ہے۔ کہ بانیانِ مذاہب کا احترام کیا جائے۔ اور ان کے متعلق توہین آمیز الفاظ کا استعمال ترک کر دیا جائے۔

جماعت احمدیہ اور مذہبی پیشواؤں کی توہین

ظاہر ہے۔ کہ جس جماعت کی بنیاد میں بانیانِ مذاہب کی عزت واحترام کا جذبہ رکھا گیا ہو۔ وُہ اپنے عقیدہ سے مجبور ہونے کی وجہ سے کسی ایسے شخص کی توہین کر ہی نہیں سکتی۔ جسے کوئی قوم یا فرقہ اپنا روحانی یا مذہبی پیشوا تسلیم کرتا ہے۔ اور اس لئے جماعت احمدیہ پر اگر کوئی ایسا الزام لگاتا ہے تو یقیناً وُہ دُنیا کو دھوکا دینے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے:۔

حضرت باوا نانکؒ کے متعلق ہمارا عقیدہ

ایک مسلمان کے نزدیک دُنیا کی سب سے بڑی دولت دولت ایمان۔ اور سب سے زیادہ بیش قیمت چیز اسلام ہے۔ مُسلمان کا عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص اس [illegible] ستہ پر گامزن نہیں۔ وُہ خواہ کس قدر ریاضتیں اور مجاہدات کیوں نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کبھی اس مقصد کو نہیں پا سکتا جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ اور ایک ولی اللہ تھے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ کسی توہین یا تحقیر کے لئے نہیں کہتے بلکہ آپ کی عزت افزائی کے لئے کہتے ہیں۔ اگر ہمارے اس عقیدہ سے۔ کہ حضرت باوا صاحب مسلمان ولی اللہ تھے۔ آپ کی ہتک مقصود ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ ہمارے نزدیک وُہ تمام بزرگ جو تیرہ سو سال میں ولایت کا مقام حاصل کرتے رہے۔ نعوذ باللہ ناپاک اور گمراہ تھے۔ پس ہمارے اس عقیدہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ہم نعوذ باللہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرتے ہیں۔ سخت ناانصافی۔ اور حقائق سے عمداً اغماض ہے:۔

ہندوؤں کی عیاری

لیکن ہندوستان کے اندر اپنی سیاسی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لئے ہندو سکھوں کی امداد کے کس قدر محتاج ہیں۔ یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے جس پر کچھ لکھنے کی قطعاً حاجت نہیں۔ اور چونکہ ہندو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ان کے بعض مذہبی رہنماؤں نے سکھوں کے بزرگوں کی سخت ترین توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی موجودگی میں وُہ اس قوم کو مُسلمانوں کے خلاف اپنا آلۂ کار نہیں بنا سکتے۔ اس لئے اپنی فطری عیاری سے کام لیتے ہوئے آجکل وُہ خصوصیت کے ساتھ سکھوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ اور ان کے بزرگوں کے ساتھ انتہائی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے نہایت التزام کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف بدیں وجہ اظہار ناپسندیدگی کر رہے ہیں۔ کہ وُہ کیوں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مُسلمان کہتی۔ یا سکھ گوروؤں کے مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتی ہے:۔

"پرکاش" کا شر انگیز شذرہ

چنانچہ آریہ اخبار پرکاش (۱۳۔ مئی) "گورو نانک دیو کی توہین" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"نہ معلوم مرزائی حضرات کا سر کیوں پھر گیا ہے۔ وُہ نہ آؤ دیکھتے ہیں۔ نہ تاؤ۔ جھٹ دوسرے مذاہب کے بانیوں کو بدنام کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں مرزائیوں کا نئا سیخ شُدہ اخبار نُور حضرت بابا نانک کا مذہب کے عنوان سے ذیل کی شر انگیز سطور شائع کرتا ہے:۔ "متعدد مقامات پر بھی معلوم ہوا۔ کہ جناب حضرت بابا نانک صاحب نے مسلمانوں کے ساتھ السلام علیکم ہی کہا۔ اور رام رام یا ست سری اکال بطور سلام کے کبھی استعمال نہیں کیا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ جناب بابا نانک صاحب کسی مصلحت کے طور پر السّلام علیکم کہدیا کرتے ہوں"۔ مذکورہ سطور کو لکھنے کے بعد ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ "نور" نے گورو نانک دیو کو بدنام کرنے کے لئے ایک بہتان شائع کیا ہے"۔

پھر ۲۷ مئی کے پرچہ میں لکھا ہے:۔

"کاش ہمارے مرزائی دوست گورو نانک دیو کو مسلمان مشتہر کرنے کے لئے اس قسم کے شر انگیز پروپیگنڈا سے اجتناب کریں۔ اور مفت میں ہندوؤں اور سکھوں کی دلآزاری نہ کریں"۔

"بڑے مرزا نے گورو نانک دیو کو مُسلمان مشتہر کرنے کی ناپاک کوشش کر کے سکھوں کی دلآزاری کی"۔

سکھوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال

پھر ۳۔ جون کے پرچہ میں "مرزائیوں کو تنبیہ" کے عنوان سے بھی سکھوں کا ہمدرد لکھتا ہے:۔

"ہم دیر سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ مرزائیوں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ نہ وُہ کرشن بھگوان کی ہتک کرنے سے باز آتے ہیں۔ اور نہ ہی سکھ گوروؤں کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں چنانچہ ان کی اس شر انگیزی سے تنگ آ کر خالصہ بہادروں کے نمائندہ شیر پنجاب نے ان کو ذیل کے الفاظ میں تنبیہ کی ہے"۔

پھر "شیر پنجاب" کے الفاظ نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ

"الفاظ صاف اور واضح ہیں۔ ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اور وُہ اب مرزائیوں کے زیادہ چوچلے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں"۔

باوا نانکؒ کی توہین سے ہندوؤں کی دلآزاری

مذکورہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماجی باوا نانک رح کو اپنا گورو تسلیم کرتے۔ ان کے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے۔ اور اس بات کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے

کہ احمدی آپ کو "مسلمان کہہ کر" ہندوؤں اور سکھوں کی دلآزاری کریں"۔ لیکن ہم "پرکاش" اور اس کے دُوسرے بھائی بندوں سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اگر ہمارے یہ کہنے سے کہ باوا نانک مسلمان تھے۔ اور اس طرح اپنے مذہب اور قوم کے اولیاء میں ان کو شامل کر لینے سے سکھوں کے ساتھ آپ کی بھی دلآزاری ہوتی ہے۔ تو باوا صاحب کو صریح الفاظ میں گالیاں دینے والا یقیناً آپ کی انتہائی دلآزاری کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے باوا صاحب کے متعلق آپ کے پیشوا پنڈت دیانند صاحب کی بعض آراء آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہُوئے ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ اس دُشنام دہی کے خلاف احتجاج کر کے آپ اس بات کا ثبوت دیں گے۔ کہ باوا جی کی توہین سے فی الواقعہ سکھوں کے ساتھ" ہندوؤں کی بھی دلآزاری" ہوتی ہے :-

باوا نانکؒ کے متعلق پنڈت دیانند کی رائے

دیکھئے پنڈت جی لکھتے ہیں :-

"نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا۔ لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی۔ .... ان کو اپنی شہرت کی خواہش فروں تھی۔ .... جب کچھ خودپسندی تھی۔ تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دمبھ (ریاکاری) بھی کیا ہوگا۔"

اور سنئے۔ اس گورو کے متعلق جسے مسلمان کہنا "پرکاش" اور آریہ سماجیوں کو نعل در آتش کر دیتا ہے۔ پنڈت صاحب کس قدر احترام اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"نانک جی کی زندگی میں ان کا فرقہ بہت نہیں بڑھا۔ یعنی بہت سے چیلے نہیں ہُوئے تھے۔ کیونکہ جاہلوں میں یہ طریق ہے۔ کہ مرنے کے بعد ان کو سدھ (صاحب قدرت) بنا لیتے ہیں۔ پھر بہت سی بڑائی کر کے پرمیشور کے برابر مان لیتے ہیں۔"

سکھوں کو ایسا شریفانہ اور عزت کا خطاب دینے کے بعد ان کی مذہبی کتب میں درج شدہ بعض باتوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :-

"بھلا یہ گپوڑے نہیں۔ تو کیا ہیں۔"

سکھوں کے مذہبی لباس یعنی "کچھ" کا بھی نہایت ناشائستہ الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے :-

"زانو کے اوپر ایک جانگھیا جو کہ دوڑنے اور کودنے میں اچھا ہوتا ہے۔ عموماً اکھاڑے کے پہلوان اور نٹ بھی اس کو اسی لئے پہنا کرتے ہیں۔"

پھر لکھا ہے :-

"بت پرستی تو نہیں کرتے۔ لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ (کتاب) کی پرستش کرتے ہیں۔ کسی بے جان چیز کے سامنے سر جھکانا۔ یا اس کی پرستش کرنا تمام بُت پرستی ہے جیسے مورتی والوں نے اپنی دوکان جما کر روزی کی صورت نکالی۔ ویسے ان لوگوں نے بھی کر لی ہے۔ جیسے پجاری لوگ بت کا درشن کراتے۔ اور نذریں لیتے ہیں۔ ویسے نانک پنتھی لوگ گرنتھ کی پرستش کرتے کراتے بھینٹ بھی لیتے ہیں۔"

پھر آخر میں سکھوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ

"شہوت پرستی اور تکبر کو بھی ہٹا کر ویدمت کی ترقی کریں۔ تو بہت اچھی بات ہے۔"

"پرکاش" کے خلوص کا امتحان

یہ چند سطور درج کر کے ہم پرکاش سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ وُہ بہ نظر انصاف بتائے۔ کہ اگر واقعی باوا نانک رح کو مسلمان کہنے پر سکھوں کے ساتھ ہندوؤں کی بھی دلآزاری ہو جاتی ہے۔ تو مذکورہ بالا الفاظ کی وجہ سے سکھوں کے جذبات میں جو کیفیت پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ اس میں بھی وُہ ان کا ساتھ دے گا۔ یا نہیں۔ چلو ہم بفرض محال مان لیتے ہیں۔ کہ باوا صاحب کو مُسلمان کہنا آپ کی ہتک ہے۔ اور کہ ایسا کہنے سے سکھوں کے علاوہ ہندوؤں کی بھی دل آزاری ہوتی ہے۔ لیکن جب آپ کو ریاکار بتایا جائے۔ دُنیا میں بت پرستی کی بنیاد رکھنے والا شہرت پسند۔ جاہ طلب۔ جاہلوں کو دھوکا دینے والا قرار دیا جائے۔ اس وقت بھی آپ کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر ہوتی ہے۔ تو اخلاقی جرأت سے کام لیکر مردانہ وار اس کے خلاف احتجاج کرو۔ اور دُنیا کو بتا دو۔ کہ فی الواقعہ تمہارے قلوب میں اس بزرگ کے لئے جذبات عقیدت موجود ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے۔ اور یقیناً نہیں کر سکتے۔ تو پھر سکھوں کے ساتھ اس منافقانہ ہمدردی سے ہی باز آ جاؤ۔ اور سیاسی مفاد کی خاطر اس قدر ضمیر کشی اور مداہنت سے مجتنب رہو۔ باقی رہا یہ سوال کہ پنڈت جی کے ان ریمارکس۔ اور گل فشانیوں سے سکھوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ یا نہیں۔ اس کا فیصلہ سکھوں سے بخوبی کرایا جا سکتا ہے۔ اگر تو سکھوں کی اس سے دلآزاری ہوتی ہے۔ تو جس طرح ہماری طرف سے مفروضہ دلآزاری پر "پرکاش" کی رگِ ہمدردی اس بے طرح پھڑکی ہے۔ تو پنڈت جی کی طرف سے دلآزاری پر بھی اس میں حرکت ہونی چاہیئے۔ ہاں اگر "پرکاش" سکھوں سے یہ اعلان کرا دے۔ کہ پنڈت جی کی تحریرات ان کی دلآزاری کا موجب نہیں تو ہم یہ مطالبہ ترک کر دیں گے۔ لیکن اگر وُہ اسے دلآزار قرار دیں۔ تو اس بارہ میں ان کی ہم نوائی "پرکاش" کا اخلاقی فرض ہے :-

سکھوں کا "پیمانۂ صبر"

سکھوں کے "پیمانۂ صبر" کے متعلق ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کس قسم کا ہے۔ جو ہماری طرف سے باوا صاحب کو مسلمان کہنے اور اس طرح ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرنے پر تو بقول "پرکاش" لبریز ہو چکا ہے۔ اور اب وُہ مرزائیوں کے زیادہ چوچلے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں" لیکن آریوں کی طرف سے اپنے پیشوا کے متعلق ریاکار۔ ان پڑھ شہرت پسند۔ جاہ طلب اور بے علم وغیرہ توہین آمیز کلمات اپنے قومی لباس کی نٹوں جیسی ذلیل قوم کے پیشہ ورانہ لباس کے ساتھ مماثلت۔ اپنی قوم کو جاہل۔ اپنی کتابوں کو گپوڑوں پر مشتمل۔ اور بت پرستی کا موجب سُن کر بھی ان کی رگِ غیرت میں قطعاً کوئی حرکت نہیں ہوتی :-

ہم سکھ دوستوں کو یہ دوستانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وُہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کریں۔ وُہ یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے۔ کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ لیکن یہ کہنا کہ اس سے ہمارا مقصد آپ کی توہین ہے بالکل خلاف واقعہ امر ہے۔ ہندوؤں کی فتنہ انگیزی اور عیاری کا شکار ہو کر خواہ مخواہ اشتعال میں نہ آئیں۔ اور دوست دشمن میں تمیز کرنا سیکھیں :-

ایک سکھ اخبار کی دھمکی

سکھوں کے اخبار "شیر پنجاب" نے اپنے ۲۴ جون کے پرچہ میں جماعت احمدیہ کے متعلق سخت درشت کلامی سے کام لیتے ہُوئے اس بات پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ کہ قادیان کا مذبح سکھوں نے گرا دیا تھا۔ اور اسے اپنی بہادری کے ثبوت میں پیش کرتے ہُوئے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر "شیر پنجاب" اُٹھا۔ تو احمدیوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دے گا۔ اس وقت نہ پولیس کچھ کر سکیگی اور نہ حکومت۔

"شیر پنجاب" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ سکھوں نے جو مذبح گرایا تھا وُہ قصبہ سے بہت دُور تھا۔ اور ایسے وقت میں گرایا گیا جبکہ اسکی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس کے بعد مذبح تعمیر ہو چکا ہے۔ ایسی صورت میں گرانے والوں کو کیا ہاتھ آیا۔ اور پھر جبکہ ان ہی دنوں ایک سکھ اخبار "شیر خالصہ" لاہور یکم جون نے لکھ دیا تھا۔ کہ "جہاں تک ماس کا تعلق ہے سکھ قوم میں گائے اور بکری میں کوئی فرق نہیں۔" تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مذبح گرانے والے سکھوں نے اپنے دھرم پر چلنے کا کیسا ثبوت پیش کیا تھا۔ اور اب اس حرکت پر فخر کرنا "شیر پنجاب" کے لئے کہاں تک مناسب ہے :-

معاصر موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے۔ دھمکیاں دینا اور فتنہ و فساد پیدا کرنا کوئی قابل تعریف فعل نہیں۔ اور نہ یہ کوئی مشکل امر ہے۔ سکھ کئی میدانوں میں اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ امن اور

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

تفسیر نویسی کا چیلنج مولوی ثناء اللہ صاحب نے کبھی منظور نہیں کیا

لا یمسہ الا المطہرون کے اصل سے مولوی صاحب کا انکار

مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو تلبیس اور باطل آرائی میں اس درجہ کمال حاصل ہے۔ کہ یہودیوں میں بھی شاذ ہی اس کی کوئی نظیر مل سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خدام میں سے کسی کے مقابلہ پر آنے کی آج تک آپ کو کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ لیکن شہرت پسندی اور جاہ طلبی آپ کو نچلا بھی نہیں بیٹھنے دیتی۔ اس لئے ہر معاملہ میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑا لیتے ہیں مگر جب اظہار حقیقت کا وقت آتا ہے۔ تو نہایت ہوشیاری اور کمال عیاری کے ساتھ پہلو بچا کر نکل جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی ابتدائی شور اشوری کو دیکھنے والا جب انتہائی بے بسی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہے۔

مولوی صاحب کا بے بنیاد پروپیگنڈا

اب کچھ عرصہ سے آپ نے یہ سراسر غلط پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کہ "مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے مریدوں کو ثابت قدم رکھنے کے لئے معارف قرآنیہ میں بے مثل ہونے کی ڈینگ ماری تھی۔ جسے میں نے منظور کرتے ہوئے بالمقابل تفسیر نویسی پر آمادگی کا اظہار کیا۔ لیکن مرزا صاحب کو مقابلہ پر آنے کی ہمت نہیں ہوئی" چنانچہ یکم جون کے اہلحدیث میں آپ نے "تفسیر نویسی کا چیلنج منظور خلیفہ قادیانی مغرور" کے عنوان سے ایک تلبیس سے پر مقالہ شائع کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل حقیقت سے ناظرین کو آگاہ کر دیا جائے۔

معارف قرآنیہ اور تعلق باللہ

ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس میں صاف طور پر یہ بتا دیا گیا ہے۔ کہ مطہر لوگ ہی اس کے حقائق و معارف پر آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک کا فہم اور عرفان نتیجہ ہے۔ تعلق باللہ کا۔ اور جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھے گا۔ اور اس کے قریب ہو گا۔ اتنا ہی زیادہ قرآن کے معارف اور علوم پر عبور حاصل کر سکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا چیلنج

اسی اصل کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مخالفین کو حسب ذیل چیلنج دیا تھا۔ جو اخبار الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے۔ پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں۔ طریق فیصلہ یہ ہو گا کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھ کر شائع کریں۔ اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا۔ جس کے لئے چھ ماہ کی مدت ملے گی۔ اس مدت میں جسقدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو میں پیش کروں گا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں۔ کہ وہ باتیں واقعہ میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائیگا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں۔ جو پہلی کتب میں پائے نہیں جاتے۔ اس کے بعد چھ ماہ کے عرصہ میں میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھوں گا۔ جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔ اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دی جائے گی۔ کہ وہ اس پر جرح کر لیں اور جسقدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کریں۔ اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے گا۔ اور دیکھا جائیگا کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے لئے گئے ہوں گے۔ اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہونگے ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دگنے ہوں۔ اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں۔ تو مولوی صاحبان جو چاہیں کہیں۔ لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں۔ یا شکست کھائیں تو خود دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔ اگر مولوی صاحبان اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں۔ اور اس سے گریز کریں۔ تو دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈالکر انتخاب کر لیں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں۔ جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں اسی ٹکڑہ کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا۔ اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کی عجیب منظوری

اس چیلنج کے شائع ہوتے ہی نام نہاد علماء پر سکوت مرگ طاری ہو گیا۔ اور کسی کو لب کشائی تک کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیانتداری کے اقتضاء کو نظر انداز کرتے ہوئے بجائے خاموشی کے سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی ہمہ دانی کا سکہ جمانے کے لئے بہانہ سازیاں شروع کر دیں۔ اور ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ ہمیں یہ چیلنج منظور ہے۔ اور "ہم اس خدمت کو حاضر ہیں"۔ اور دوسری طرف یہ لکھا۔ کہ "سادہ قرآن لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آکر آمنے سامنے بیٹھ کر باپ کی مجوزہ شرط کے ماتحت تفسیر لکھو۔ تفسیر زبان عربی لکھی جائے۔" وغیرہ وغیرہ (۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء)

منظوری یا نیا چیلنج؟

ناظرین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے چیلنج کو بغور پڑھیں۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب کا مطالعہ کرنے کے بعد انصاف کے ساتھ بتائیں۔ کہ کیا کوئی دیانتدار شخص اسے چیلنج کی منظوری کہہ سکتا ہے۔ ہر صاحب عقل و فہم تسلیم کریگا۔ کہ اسے مولوی صاحب کی طرف سے ایک نیا چیلنج تو کہا جا سکتا ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے چیلنج کی منظوری ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کسی چیلنج کی منظوری کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ جن الفاظ میں چیلنج دیا گیا ہے۔ اور جو شرائط پیش کی گئی ہیں ان کو مان لیا جائے۔ اور یا پھر ان کی نامعقولیت کا اظہار کیا جائے۔ نئے شرائط پیش کرنا چیلنج منظور کرنے والے کا حق نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ تو کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں شرط معقول یا موزوں نہیں۔ مگر یہ تو اس کا کام نہیں۔ کہ اپنی طرف سے نئے شرائط پیش کر دے

اور پھر ساتھ ہی دنیا کو دھوکا دینے کے لئے یہ بھی کہتا جائے۔ کہ میں نے چیلنج منظور کر لیا ہے۔

اپنے پیشکردہ شرائط کی نامعقولیت کا اعتراف

مختصر یہ کہ مولوی صاحب نے محض اپنی ساکھ قائم رکھنے اور سادہ لوح مسلمانوں کی عقیدت میں اس چیلنج کے ذریعہ پیدا ہونے والے تزلزل کو روکنے کے لئے ایسی نامعقول اور دور از کار شرائط پیش کر دیں۔ اور اس طرح اس تیغ بیاں کو ٹال دیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کی یہ شرائط نامعقول اور بے معنی تھیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جب ان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری گئیں۔ اور الفضل ۱۳ جنوری میں ان پر مفصل نکتہ چینی کر کے بتایا گیا۔ کہ مولوی صاحب کی یہ شرائط بالکل لغو ہیں۔ جن کا مقصد محض اس میدان سے گریز کا بہانہ تلاش کرنا ہے۔ تو مولوی صاحب کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے "ان شرائط پر اصرار ترک کر دیا" (اہلحدیث یکم جون ۱۹۳۴ء) اور اس طرح بتا دیا۔ کہ ان کا اصل موضوع سے کوئی خاص تعلق نہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ شرائط اپنی ذات میں کوئی اہمیت رکھتیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کی نامعقولیت کے اظہار پر وہ کیوں اسقدر آسانی کے ساتھ انہیں ترک کر دینے پر آمادہ ہو گئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے دوسرا چیلنج

اس کے بعد ۱۰ مارچ ۱۹۳۴ء کے الفضل میں بسلسلہ ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مندرجہ ذیل الفاظ پھر درج ہوئے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان علماء کو چیلنج دیا۔ کہ میرے مقابل میں آکر تفسیر لکھو۔ اگر ان علماء میں علم ہوتا۔ تو وہ اسے کیوں قبول نہ کرتے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ یہ تفسیر قرآن کا کام میرا ہے۔ یا اس کا جو مجھ سے ہو۔ اور اس طرح یہ دروازہ اپنی جماعت کے لئے بھی کھلا رکھا۔ اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔ کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو۔ بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو۔ غور کر لو۔ اور مجھے وہ نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابل میں اگر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی۔ کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں۔ یا ان پر۔ مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ کہ سامنے آئے"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار

اس کے جواب میں پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی علمی بیچارگی بے بضاعتی۔ اور کم مائیگی کے احساس کے باوجود شریفانہ طور پر خاموش نہ رہ سکے۔ اور پھر بظاہر چیلنج کی منظوری کی آڑ میں اپنی طرف سے ویسی ہی لا یعنی اور دور از کار شرائط پیش کر کے ایک طرف تو عوام الناس پر اپنی بہادری کا رعب گانٹھنا چاہا۔ اور دوسری طرف اپنے فرار کے لئے رستہ بھی پیدا کر لیا۔ ان کی اس حیلہ جوئی اور بہانہ سازی کی قلعی پھر تفصیلاً الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں کھولی گئی۔ اور مقابلہ کے لئے للکارا گیا۔ چنانچہ بعنوان "ہمت ہے تو میدان میں آؤ" لکھا گیا۔ کہ "ہم مولوی صاحب سے اپیل کرتے ہیں کہ زیادہ وقت ضائع نہ کریں۔ اور یا تو یہ ثابت کریں۔ کہ جو شرائط ہماری طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ اصل مقصد کو پورا کرنے میں روک ہیں یا پھر چیلنج کو قبول کریں" لیکن اس قدر غیرت اور جوش دلانے والے الفاظ میں للکارے جانے کے باوجود مولوی صاحب ایسے خاموش ہوئے۔ کہ گویا سانپ سونگھ گیا۔ نہ ہی ہماری طرف سے پیشکردہ شرائط میں کوئی نقص ظاہر کرنے کا حوصلہ ہوا۔ اور نہ ہی چیلنج کو قبول کرنے کا حتی کہ اپنے پیشکردہ شرائط کی معقولیت کی تائید میں بھی قلم اٹھانے کی انہیں ہمت نہ ہوئی

لائل پور میں چیلنج

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ علیٰ وجہ البصیرت جانتے ہیں۔ کہ ان مردوں میں سے کوئی بھی روحانی علوم اور فہم قرآن کے متعلق حضور کے مقابل پر نہیں آسکتا۔ اس لئے ایک کامیاب پہلوان کی طرح جو یہ دیکھ کر کہ کوئی اس کے سامنے آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ اپنے حریفوں کو بار بار للکارتا اور غیرت دلاتا ہے حضور بھی بار بار ان کو میدان میں بلاتے رہتے ہیں۔ کہ شائد ان میں سے کوئی جوش میں آکر سامنے آجائے۔ اور دنیا کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا موقعہ مل سکے چنانچہ حقیقت حال کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے لائل پور میں جو تقریر فرمائی۔ اس میں پھر فرمایا۔ "میں نے بارہا چیلنج کیا ہے۔ کہ معارف قرآنی میرے مقابلے میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں۔ مگر کوئی بھی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے منظوری

جیسا کہ توقع تھی۔ اس بار بھی تمام ہندوستان اور دیگر ممالک کے علماء کہلانے والوں میں سے کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس چیلنج کی منظوری کا اعلان کرے لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیچیدہ دماغ نے اس موقعہ پر بھی اپنی بددیانتی اور خدع و فریب کا مظاہرہ مناسب سمجھا۔ اور نہایت طمطراق کے ساتھ "تفسیر نویسی کا چیلنج منظور اور خلیفہ قادیانی مفرور" کا پر رعب عنوان جمانے کے بعد لکھا ہے۔ کہ "اب بھی آجایئے۔ ہم سادہ قرآن لے کر پہنچ جائیں گے آپ کو اجازت ہے۔ جو کتاب چاہیں حتیٰ کہ کلید قرآن بھی ساتھ لے آئیں۔ بٹالہ میں آئیں۔ یا امرتسر میں جہاں آپ کو آسانی ہو تشریف لے آئیں" ؛

مولوی صاحب کا خدع و فریب

یہ الفاظ اس قدر دیدہ زیب ہیں۔ کہ بظاہر دیکھنے والا شخص مولوی صاحب کی جرأت و جوانمردی کی داد دینے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نہایت صفائی کے ساتھ چیلنج کو منظور کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو میدان میں پکار رہے ہیں۔ اور ایسے الفاظ کی اشاعت سے آپ کا اصل مقصد بھی یہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کو نہ کبھی میدان میں آنے کی جرأت ہوئی ہے۔ نہ ہوگی۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی علمی حالت اور تعلق باللہ سے ناواقف نہیں ہیں۔ لیکن مولویانہ طبع کے اقتضا کے ماتحت یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ حق پسند لوگ اصل صورت حالات سے آگاہ ہو سکیں اس لئے ایسی باتیں لکھتے رہتے ہیں۔

مولوی صاحب کی بہانہ سازی

پچھلے مواقع پر آپ جن بہانہ سازیوں سے اپنی جان چھڑاتے رہے ہیں۔ ان کا ذکر مجملاً مندرجہ فوق سطور میں کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا جا چکا ہے۔ کہ آپ نے ہمیشہ منظوری کا اعلان کیا۔ لیکن حقیقتاً کبھی بھی اس چیلنج کو منظور نہیں کیا۔ اور اسی دیرینہ عادت کے ماتحت آپ نے لائل پور کی تقریر والے چیلنج کی منظوری کا بھی حیرت انگیز دلیری اور فراخ دلی سے ساتھ اعلان کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے بھی آپ نے منظور نہیں کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"تفسیر نویسی سے ہمارا آپ کا اصلی اختلاف نہیں مٹ سکتا اس سے اتنا تو معلوم ہو سکتا ہے۔ (وہ بھی کسی مسلمہ منصف کے فیصلہ کے بعد) کہ ایک فریق تفسیر اچھی لکھ سکتا ہے۔ اس سے مرزا صاحب متوفی کے دعویٰ مسیحیت موعودہ پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا"

علوم قرآنی سے بے بہرہ پن

دیکھا آپ نے مولوی صاحب کی منظوری کا حال جس کا عنوان میں نہایت شان کے ساتھ اعلان کیا گیا تھا۔ ان سطور سے صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کا قرآن سے کیا تعلق ہے۔ اور اسے آپ کس حد تک سمجھتے ہیں۔ ایک عام مسلمان بھی اس بات کو جانتا ہے۔ کہ قرآن کریم کا فہم اور اس کے حقائق و معارف پر آگاہی۔ پاکیزگی۔ طہارت اور تعلق باللہ کی دلیل ہے۔ اور قرآن کریم نے خود نہایت واضح الفاظ میں یہ بتا دیا ہے۔ کہ مطہر اور پاکیزہ لوگوں پر ہی اس کے حقائق کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب جو بزعم خویش بہت بڑے مفسر قرآن۔ مسلمانوں کی مذہبی حالت کی درستی کے ذمہ دار اس بدنصیب قوم کے روحانی پیشوا اور خدا جانے کیا کیا کچھ ہونے کے مدعی ہیں۔ کس سادگی سے فرماتے ہیں۔ کہ "اس سے صرف اتنا معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک فریق اچھی تفسیر لکھ سکتا ہے" کیا مولوی صاحب کا عقیدہ ہے۔ کہ ایک گمراہ بے دین۔ اور اسلام کی بیخ کنی کرنے والا شخص بھی ممکن ہے۔ ان سے بہتر تفسیر قرآن کریم کی لکھ سکے۔ کیا قرآن کریم کی بہتر تفسیر لکھنا تعلق باللہ پر منحصر نہیں کیا بہترین مفسر مؤید من اللہ نہیں۔ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے۔ تو پھر ان مسلمانوں کا خدا ہی حافظ ہے جن کی پیشوائی کے فرائض ان سے وابستہ ہیں ؛

بنار چیلنج اور مولوی ثناء اللہ صاحب

کیا عجیب بات ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چیلنج کی تو بنیاد ہی اس امر پر ہے۔ کہ تا معلوم ہو سکے "مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔" اور کہ "تفسیر تائید الٰہی سے لکھی جائیگی" "میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ احمدیہ جماعت معارف قرآنیہ کے جاننے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے اور مطابق آیت لایمسہ الا المطہرون سب دوسرے لوگوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ کسی شخص کا کسی دوسرے سے کسی امر میں بڑھا ہوا ہونا تائید الٰہی کا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ مؤید من اللہ ہونے کا ثبوت یہ ہوتا ہے۔ کہ سب قوم یا سب دنیا سے بڑھا ہوا ہو" حضور کے نزدیک یہ مقابلہ ایسا ہے۔ جس سے "اسلام اور سلسلہ کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ بحث خدا تعالیٰ کی تائید اور اس کے نشان پر ہے۔ نہ کہ زید یا بکر کے زیادہ یا کم عربی لکھنے میں مشاق ہونے کی"

لیکن مولوی صاحب کا خیال ہے۔ کہ اس سے "مرزا صاحب متوفی کے دعوے مسیحیت موعودہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ حالانکہ بات صاف ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب کے جانشین قرآن فہمی میں دوسرے لوگوں سے بڑھے ہوئے ثابت ہوں۔ تو یہ ان کے مؤید من اللہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہوگا۔ لیکن جب مولوی صاحب اسے فیصلہ کا طریق تسلیم ہی نہیں کرتے۔ تو آخر انہوں نے کئی سال سے تفسیر نویسی کے چیلنج کی منظوری کی جو رٹ لگا رکھی ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ وہ اس بنار کو تو تسلیم نہیں کرتے جس پر چیلنج کی عمارت قائم ہوگی۔ لیکن چیلنج کی منظوری کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے تھکتے ہی نہیں۔ کیا ان کی اس دورنگی کو دینداری اور تقویٰ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

ہمت ہے تو میدان میں آؤ

مولوی صاحب سے ہماری استدعا ہے۔ کہ ان فریب کاریوں اور بہانہ سازیوں کو چھوڑیں۔ کہ یہ نفس کی شرارت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور شرافت و دیانت کے منافی ہیں۔ اگر ان کے اندر کوئی دم خم ہے جرأت ہے ہمت ہے اور وہ فی الواقع اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کے مقابل پر حق پر سمجھتے ہیں۔ تو مردوں کی طرح میدان میں آئیں۔ اور حلف اٹھا کر اکیس ہزار روپیہ انعام لیں۔ یا پھر قرآن کریم کی معارف نمائی کے ذریعہ اپنے تعلق باللہ کا ثبوت دیں۔ اور اس چیلنج کو بغیر کسی ایچ پیچ کے منظور کریں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا جا رہا ہے لیکن ہم یہ بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب ایسا قیامت تک نہیں کرینگے وہ اس میدان کے مرد نہیں۔ وہ صرف باتیں بنانا اور دھوکہ دینا ہی جانتے ہیں ۔

مذاہب غیر

حضرت کرشن گوکل اور بندرابن میں

بارہ برس موضع گوکل میں

حضرت کرشن کی پیدائش اور خفیہ طور پر ان کے موضع گوکل میں پہنچائے جانے کی تفصیل ایک گذشتہ پرچہ میں بیان کی جا چکی ہے۔ آپ نے اپنی عمر کے بارہ برس ان لوگوں میں گزارے۔ لیکن بعض روایات کے مطابق یہ عمر ۱۶ سال ہے۔ بہر حال اس سے زیادہ عرصہ گوپوں میں آپ نہیں رہے۔ اس عمر کے متعلق پورانوں اور دیگر قدیم ہندو پستکوں میں عجیب و غریب قصے اور فسانے بیان کئے گئے ہیں ۔

راکھسی پوتنا کا دودھ

لکھا ہے۔ کہ شیر خوارگی کے ایام میں ہی آپ سے معجزات ظہور میں آتے تھے۔ مثلاً یہ کہ ایک رات آپ سو رہے تھے۔ کہ ایک راکھسی پوتنا نامی نند کے گھر میں گھس آئی۔ اور اپنا زہریلا دودھ کرشن جی کو پلانا شروع کر دیا۔ اس کا دودھ اس قدر خطرناک تھا۔ کہ اگر کوئی اور بچہ پیتا۔ تو فوراً ہلاک ہو جاتا۔ مگر آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ بلکہ آپ نے اس کی چھاتیوں کو مونہہ میں لے کر ایسا دبایا۔ کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اور لوگ اکٹھے ہو گئے ۔

ایک راکھشس کی پرواز

اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک اڑنے والا راکھشس ترنا ارت نامی ان کو لے اڑا۔ مگر آپ اتنے بوجھل ہو گئے۔ کہ وہ اٹھا نہ سکا۔ اور جھٹ زمین پر گر گیا۔ آپ کو تو کوئی گزند نہ پہنچی۔ مگر وہ راکھشس گر کر ہلاک ہو گیا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی عمر کے ساتھ ساتھ آپ کی شوخی اور چنچل پن بھی بڑھتا جاتا تھا۔ آپ نہایت تیز و طرار اور شوخ و شنگ تھے۔ پڑوسیوں کے گھروں میں گھس کر ان کا دودھ دہی اور مکھن وغیرہ کھا پی جاتے تھے۔

ناچنے اور بنسری بجانے میں کمال

پورانوں نے آپ کی اس زندگی کا جو آپ نے اس خانہ بدوش قوم میں گذاری۔ ایسا گھناؤنا نقشہ پیش کیا ہے۔ کہ اسے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ آپ اس زمانہ میں حد درجہ کے عیاش انسان تھے۔ ہمیں بتایا جاتا ہے۔ کہ چھوٹی سی عمر میں ہی ناچنے اور بنسری بجانے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ خانہ بدوش لڑکوں کے ساتھ ڈھور ڈنگر چرانے کے لئے جنگل میں جاتے۔ اور اپنی حرکات سے اپنے ساتھیوں کو ہر وقت خوش و خورم رکھتے۔ لکھا ہے۔ کہ بیچاری یشودھا ان کی شوخیوں سے ایسی تنگ آئی۔ کہ ایک دن اس نے رسی سے لکڑی کے ایک اوکھل کے ساتھ آپ کو باندھ دیا۔ مگر آپ نے ایسا زور لگایا۔ کہ اوکھل کو بھی ساتھ ہی باہر کھینچ لیا۔ صحن میں دو درخت لگے ہوئے تھے اوکھل ان میں پھنس گیا۔ اور آپ نے پھر زور لگایا۔ جس پر دونوں درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔

بندرابن میں

اس عرصہ میں گوپوں نے بعض حالات کے ماتحت اپنی جائے سکونت تبدیل کر لی۔ اور گوکل سے بندرابن میں چلے گئے یہ جگہ گوکل سے زیادہ سر سبز اور قدرتی مناظر سے بھری ہوئی تھی چنانچہ یہاں پہنچ کر کرشن کی طبیعت میں اور بھی رنگینی پیدا ہو گئی۔ آپ کی بندرابن میں زندگی کے متعلق پورانوں میں نہایت ہی گندے قصے درج ہیں۔ اور صرف یہ بتانے کے لئے کہ آپ کے نادان دوستوں نے آپ کو کس طرح بدنام کرنا اور آپ کی حقیقی شان کو گرانے کی کوششیں کی ہیں۔ ہم بطور نمونہ ایک دو قصے درج ذیل کرتے ہیں۔

مان وتی سے عشق

ایک قصہ یہ ہے۔ کہ رادھا کی ایک سہیلی مان وتی کی شادی ایک بڑھیا کے پسر سے ہوئی۔ کرشن مان وتی کو دیکھ کر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا۔ اور اپنی خدائی طاقتوں سے کام لیتے ہوئے اسنے بڑھیا کے لڑکے کی شکل اختیار کی۔ اور اس طرح بڑھیا کے گھر میں جا گھسا۔ اسے ہدایت کی۔ کہ دروازہ پر جا کر بیٹھ جائے۔ اور اگر کوئی شخص اندر آنا چاہے خواہ وہ اس کے بیٹے کے بھیس میں ہی کیوں نہ ہو۔ اسے اندر نہ آنے دے۔ اور خود مان وتی کے وصال سے محظوظ ہوتا رہا۔

گوپیوں کے کپڑوں کا قصہ

اسی طرح بھاگوت میں ایک ایسا ہی نامعقول قصہ درج ہے اور وہ یہ کہ ایک دفعہ گوپیاں تالاب میں نہا رہی تھیں۔ کہ کرشن وہاں سے گذرے۔ تو ان سب کے کپڑے اٹھا کر ایک درخت پر جا چڑھے۔ وہ نہا کر فارغ ہوئیں۔ تو بہت پریشان ہوئیں۔ آخر انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ کپڑے کس نے اٹھائے ہیں۔ اور کرشن کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔ اور منتیں کرنے لگیں۔ کہ کپڑے دے دو۔ مگر کرشن نے کہا۔ کہ اس طرح تو میں کپڑے دیتا نہیں۔ اگر لینا چاہتی ہو۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ سب ایک ایک کر کے ننگی میرے سامنے آؤ۔ انہیں گو اس میں بہت تامل تھا۔ لیکن اس کے سوائے کوئی چارہ کار بھی تو نہ تھا۔ اس لئے بیچاریوں نے مجبوراً ایسا کیا۔ وہ مادر زاد برہنہ ان کے سامنے آئیں۔ اور اس طرح ان سے اپنے کپڑے لئے۔ اور یہ وہ واقعہ ہے۔ جسے آپ کے نادان دوست نہایت فخر سے بیان کرتے ہیں ۔

تعلیم یافتہ سناتنیوں کی تاویل

ہندو کرشن جی کو ایک طرف تو اس قدر بلند مرتبہ اور مقام عزت دیتے ہیں۔ کہ اسے معبود بنا لیا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی طرف ایسی حرکات منسوب کرتے ہیں۔ جو ایک عام شریف انسان کے لئے بھی زیبا نہیں۔ بعض انگریزی تعلیم یافتہ سناتنیوں کو اس بات کا خیال ہوا ہے۔ چنانچہ وہ ایسے واقعات کی تاویلیں کرنے لگے ہیں۔ مثلاً اسی واقعہ کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ یہاں کرشن سے مراد پرمیشور ہے اور جمنا سے مراد پرمیشور کا پریم ہے۔ گوپیوں کے کپڑوں سے مراد انسان کے دنیوی پدارتھ یعنی مال و دولت ہے اور اس میں دنیا داروں کو یہ بتایا گیا ہے کہ پرماتما کے پریم میں مگن ہو کر انسان کو چاہیئے۔ کہ کسی دنیوی چیز کا خیال نہ رکھے اور ان کو لوح قلب سے بالکل مٹا دے۔ مگر افسوس کہ انسان پریم کی ندی میں اشنان کر کے بھی انہی دنیوی چیزوں کی طرف دوڑتا ہے۔ پرماتما اس کو عبرت دلانے کے لئے ان چیزوں کو اٹھا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے لئے پکارتا ہے۔ پرماتما اس کی پکار سن کر اپنے نزدیک بلاتے ہیں اور جب وہ خالی ہاتھ آنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ تو پرماتما اس کو یہ اپدیش دیتے ہیں۔ کہ میرے پاس ننگا آنے میں شرم نہیں۔ اور بدن کو کپڑوں سے ڈھانکنے کی حاجت نہیں۔ بلکہ میرے پاس آنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے جسم کو تمام دنیوی آلائشوں سے پاک [illegible] جائے۔ اور اگر تم اس طرح کرو گے۔ تو میں تمہاری سب خواہشات کو پورا کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

نادان دوستوں کی مہربانیاں

ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ یہ تاویل غلط ہے یا درست لیکن حضرت کرشن کے بچپن کا جو نقشہ پورانوں وغیرہ میں کھینچا گیا ہے۔ اسے اگر صحیح مان لیا جائے۔ تو پھر ایسے قصوں کی تاویلوں کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ان کی شوخیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ باور کرنے میں کوئی زیادہ تامل نہیں کرنا پڑتا۔ کہ فی الواقع آپ نے ایسا ہی کیا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کے اندر بچپن سے ہی ایک ایسا وقار۔ متانت اور سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ کہ ان کے والدین کی طرف سے انہیں رسیوں وغیرہ سے باندھنا تو درکنار کبھی چشم نمائی کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور ہمیں افسوس ہے۔ کہ کرشن جی کے متعلق ان کے نادان دوستوں نے ایسی ایسی روایات جمع کر دی ہیں۔ جو ان کی شان کو سخت بٹہ لگانے والی ہیں۔

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے لئے حسب ذیل عہدہ دار ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء تک کے لئے منظور کئے جاتے ہیں۔ (ناظر اعلیٰ)

چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب
جنرل سکرٹری، سکرٹری مال	چوہدری اللہ بخش صاحب
سکرٹری تبلیغ	چوہدری غلام رسول صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ	عبد الحق صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت	مولوی مہر الدین صاحب
سکرٹری وصایا	مولوی مہر الدین صاحب
سکرٹری امور عامہ	چوہدری حاکم علی صاحب
محاسب	چوہدری اللہ بخش صاحب
امین	مولوی مہر الدین صاحب

گورداسپور

عہدہ	نام
جنرل سکرٹری۔ سکرٹری مال	مولوی چراغ الدین صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت۔ سکرٹری تبلیغ	بابو محمد شریف صاحب

میانوالی

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	چوہدری فقیر محمد صاحب
جنرل سکرٹری	مرزا محمد شریف بیگ صاحب
سکرٹری تبلیغ، سکرٹری مال	قریشی احمد شفیع صاحب

وزیر آباد

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	چوہدری عزیز اللہ صاحب وکیل
جنرل سکرٹری، سکرٹری مال	ماسٹر فضل الٰہی صاحب
سکرٹری تبلیغ۔ سکرٹری تعلیم و تربیت	بابو شاہ محمد صاحب
سکرٹری امور عامہ	بابو محمد صدیق صاحب
سکرٹری وصایا	مستری مہر اللہ صاحب

ڈنگہ ضلع گجرات

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	سید ظہور احمد شاہ صاحب
سکرٹری مال	احمد الدین صاحب
سکرٹری تبلیغ	بابو عطا محمد صاحب

بنگہ ضلع جالندھر

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	چوہدری بابو خان صاحب
جنرل سکرٹری۔ سکرٹری امور عامہ۔ سکرٹری امور خارجہ	مولوی رحمۃ اللہ صاحب باغانوالہ
سکرٹری تبلیغ	مولوی فضل الدین صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت	میاں عطا محمد صاحب
اسسٹنٹ " "	منشی عطا محمد صاحب
سکرٹری ضیافت	سیٹھ محمد دین صاحب
سکرٹری مال	سیٹھ محمد دین صاحب
امین۔ آڈیٹر	بابو غلام جیلانی صاحب
سکرٹری وصایا	منشی قدرت اللہ صاحب

مردان ضلع پشاور

عہدہ	نام
سکرٹری تبلیغ	قاضی محمد عمر صاحب
اسسٹنٹ " "	آدم خان صاحب
سکرٹری وصایا	بابو ارشاد علی خان صاحب
محاسب	مولوی معین الدین صاحب
امین	ڈاکٹر نواب علی خان صاحب
آڈیٹر	بابو ارشاد علی خان صاحب

ایبٹ آباد

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	مولوی عبد السبوح صاحب مولوی فاضل
جنرل سکرٹری۔ سکرٹری امور عامہ، سکرٹری امور خارجہ	ڈاکٹر فیروز الدین صاحب
سکرٹری مال	بابو احمد اللہ خان صاحب
سکرٹری تبلیغ	مولوی عبد الحق صاحب

ملود ضلع لدھیانہ

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ۔ جنرل سکرٹری	سید مہر علی شاہ صاحب
سکرٹری مال۔ سکرٹری وصایا	سید ولی محمد صاحب
محاسب	میاں چانن خان صاحب

بٹھنڈہ

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ۔ جنرل سکرٹری، امین	مستری محمد یوسف صاحب
سکرٹری مال	مستری شہاب الدین صاحب
محاسب	سید خادم حسین صاحب

دہلی

عہدہ	نام
جنرل سکرٹری	(بتبادلہ) چوہدری عبد الحی خان صاحب بجائے مولوی اکبر علی صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ	مولوی عبد الواحد صاحب
" "	شیخ احمد الدین صاحب
" " مال	ڈاکٹر جلال الدین صاحب

کانپور

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	میاں سراج الدین صاحب
جنرل سکرٹری	حاجی محمد ابراہیم صاحب
سکرٹری مال	شیخ محمد رفیق صاحب

سکرٹری تعلیم و تربیت [illegible] صاحب۔ سکرٹری تبلیغ بابو عبد اللہ صاحب۔ سکرٹری وصایا میاں [illegible] صاحب

گوشوارہ کارگزاری جماعت ہائے انصار اللہ

بابت ماہ مئی ۱۹۳۴ء

نمبر شمار	نام جماعت	حلقہ تبلیغ	تعداد انصار اللہ	تعلیمی اجتماع	افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہارات	پبلک جلسے و مناظر	تعداد وفود	زیر تبلیغ دیہات	بیعت
۱	صالح نگر	یو-پی	۱۰	۰	۱۱۱	۰	۰	۱	۵	۰
۲	بھوماں ڈالہ	پنجاب	۴	۰	۲	۰	۱	۱	۲	۰
۳	سامانہ پٹیالہ سٹیٹ	،،	۱۵	۴	۶۷	۰	۱	۱	۹	۰
۴	کلکتہ	بنگال	۱۵	۴	۵۳	دعوت حق دعوت تحقیق حق ان گنت تقسیم کئے گئے	۴	۱	کلکتہ شہر معہ مضافات	۲
۵	لائل پور	پنجاب	۲۵	۲	۵۲	۶۰۰۰	۲	۱	۲۲	۳
۶	چودہریوالہ چک ۱۱۸ ضلع لائلپور	،،	۴	۲	۲۲	ان گنت تقسیم کئے گئے	۱	۱	۶	۰
۷	کریم پور ضلع جالندہر	،،	۹	۳	۷۵	۰	۰	۱	۳	۰
۸	احمدی پور ضلع جہلم	،،	۸	۴	۳۲	۶	۰	۱	۱۲	۰
۹	برہمن بڑیہ	بنگال	۸	۴	۲	۳	۱	۱	۰	۳
۱۰	تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور	پنجاب	۱۱	۰	۱۰۰	۰	۰	۱	۳	۰
۱۱	بنوں	سرحد	۱۸	۱	۶۰	۲۰۶	۰	۱	بنوں شہر	۰
۱۲	گھنوکے ضلع سیالکوٹ	پنجاب	۹	۰	۰	۰	۰	۱	۳	۰
۱۳	گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ	،،	۲۰	۲	۲۱۹	آہ نادر شاہ کہاں گیا	۲	۱	۸	۱
۱۴	فتح پور ضلع گجرات	،،	۱۵	۱	۳	۴	۰	۰	۲	۲
۱۵	واند زید کا ضلع سیالکوٹ	،،	۱۵	۲	۴۶	۳	۰	۰	۳	۰
۱۶	سٹروعہ	،،	۲	۰	۰	۰	۶	۰	۱	۰
۱۷	خانکی ہیڈ ضلع گوجرانوالہ	،،	۵	۱	۰	۰	۱	۱	۰	۰
۱۸	جمعت ضلع لدھیانہ	،،	۲	۰	۰	۰	۳	۲	۳	۰
۱۹	سنور	پٹیالہ سٹیٹ	۱۲	۲	۳۳۸	۳۲	۰	۵	۵	۰
۲۰	شاہجہانپور	یو-پی	۷	۴	۴۰	۰	۰	۰	شاہجہانپور	۰
۲۱	نارووال	پنجاب	۵	۱	۲۵	۰	۲	۱	۵	۰
۲۲	شملہ	،،	۶	۰	۸	ندائے ایمان ۵۰	۰	۱	شملہ شہر صرف	۱
۲۳	باڈرہ	سندھ	۱۶	۰	۱۵	۹۰	۰	۲	۱۶	۰
۲۴	کاٹھ گڑھ	پنجاب	۱۷	۰	۵۹	۲۵	۳	۱	۴	۰
۲۵	سرگودھا	،،	۷	۳	۵	۵۰	۰	۱	شہر سرگودھا	۰
۲۶	شاہدرہ	،،	۱۱	۴	۵۳	ٹریکٹ الانعام اکیس ہزار	۰	۱	شہر	۰
۲۷	چونیاں	،،	۴	۰	۲۵	۰	۲	-	شہر	۰
۲۸	گھونیوالا ضلع گورداسپور	،،	۱	۰	۰	۰	۲	۰	۱	۰
۲۹	پیچ کلاں ضلع گورداسپور	،،	۱	۰	۰	۰	۳	۰	۱	۰
۳۰	اہرانہ ضلع ہوشیارپور	،،	۲	۰	۳	۰	۴	۰	۳	۰
۳۱	آنبہ ضلع شیخوپورہ	،،	۱۳	۱	۷۵	۳	۰	۰	۴	۲
۳۲	کریام	،،	۱۲	۴	۴۶	ندائے ایمان کتب مسیح موعود اخبار الفضل	۲	۰	۵	۰
۳۳	گجرات	،،	کوئی خاص تعداد نہیں	۳	۰	۲۴۴	۰	۰	گجرات شہر	۰
۳۴	رکھ مور جھنگی ضلع ڈیرہ غازیخاں	،،	۰	۵	۰	۰	۵	۴	۵	۰
۳۵	بھیرہ ضلع شاہپور	،،	۳۰	۴	۷	۰	۰	۱	بھیرہ	۰
۳۶	ننکانہ ضلع شیخوپورہ	،،	۲	۰	۲۰	۱۲۸	۰	-	ننکانہ صاحب	۰
۳۷	دراہ شیر خاں پونچھ	پونچھ	۱	۰	۰	۰	۲	۱	۲	۱
۳۸	ملتان	پنجاب	۲۳	۴	۰	ان گنت	-	-	۰	۰
۳۹	پٹیالہ	،،	۸	۰	۲۲	۳۵	۱	۱	پٹیالہ شہر	۰
۴۰	مانسہ پٹیالہ	،،	۵	۰	۱۰	۱۵	۱	۱	۲	۰
۴۱	لوریٰ بھاگلپور	صوبہ بہار	۱	۰	۱	۵۶	۰	۱	۳	۰
۴۲	بہار شریف	،،	۱	۰	۳	۰	۰	۰	۱	۰
۴۳	رانچی	،،	۷	۱	۱۸	۱۰۰	۰	۱	۳	۰
۴۴	ڈلے کے ضلع سیالکوٹ	پنجاب	۹	۰	۳۴	۲۸	۲	۱	۲	۰
۴۵	فیروزپور	،،	۱۵	۱	۶۵	۱۰۰	۱	۱	۱	۰
	کل میزان -		۴۰۲	۶۷	۱۸۵۱	۴۰۸۸	۵۴	۳۹	۱۵۶	۱۶

ماہ اپریل میں چودہ جماعتوں کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی تھیں۔ مگر مئی میں ۴۶ جماعتوں نے کام کی رپورٹ بھیجی ہے۔ دفتر کی طرف سے باقاعدہ جماعتوں کے ذریعہ سے انصار اللہ کے کام کی نگرانی اور رپورٹوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

فہرست نومبایعین ۱۹۳۴ء

نمبر	نام	مقام
۱۳۹۷	راجہ ذوالفقار علی خان صاحب	
۱۳۹۸	سکندر خان صاحب	
۱۳۹۹	قریشی صاحب	
۱۴۰۰	فقیر محمد صاحب	
۱۴۰۱	فیروز دین صاحب	
۱۴۰۲	راجہ محمد امین خانصاحب	
۱۴۰۳	بنت راجہ دل محمد خانصاحب	
۱۴۰۴	〃 راجہ ذوالفقار علی خان صاحب	
۱۴۰۵	زوجہ راجہ ذوالفقار علی خان صاحب	
۱۴۰۶	〃 راجہ سکندر خان صاحب	
۱۴۰۷	〃 راجہ محمد اسمٰعیل خان صاحب	
۱۴۰۸	راجہ محمد خانصاحب	
۱۴۰۹	اہلیہ محمد یعقوب صاحب	
۱۴۱۰	راجہ محمد حیدر خان صاحب	
۱۴۱۱	〃 محمد حسین صاحب	
۱۴۱۲	سکندر	
۱۴۱۳	محمد جلیل اللہ صاحب	لکھنؤ
۱۴۱۴	زوجہ جیار محمد خان صاحب	
۱۴۱۵	اللہ دتا صاحب	گجرات
۱۴۱۶	را نجھے خان صاحب	امرتسر
۱۴۱۷	محمد دین صاحب	بہاولپور
۱۴۱۸	احمد خان صاحب	〃
۱۴۱۹	عبدالحق صاحب	شیخوپورہ
۱۴۲۰	امام بی بی صاحبہ	گورداسپور
۱۴۲۱	مولا بخش صاحب	〃
۱۴۲۲	دین محمد صاحب	〃
۱۴۲۳	زینب بی بی صاحبہ	〃
۱۴۲۴	مہر بی بی صاحبہ اہلیہ خیر الدین صاحب	〃
۱۴۲۵	رحمت بی بی صاحبہ 〃 بدرو صاحب	〃
۱۴۲۶	علم الدین صاحب	〃
۱۴۲۷	علی محمد صاحب	
۱۴۲۸	نصرت بیگم صاحبہ	
۱۴۲۹	حاکم بی بی صاحبہ	
۱۴۳۰	بانو بیگم صاحبہ	
۱۴۳۱	حسن بیگم صاحبہ	
۱۴۳۲	مہرہ بیگم صاحبہ	

نمبر	نام	مقام
۱۴۳۳	رانی بیگم صاحبہ	
۱۴۳۴	مریم بیگم صاحبہ	
۱۴۳۵	شکور علی صاحب	کانگڑہ
۱۴۳۶	بدرالدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۳۷	معراج الدین صاحب	〃 〃
۱۴۳۸	عزیز احمد صاحب	〃 〃
۱۴۳۹	مسیح اللہ صاحب	جالندھر
۱۴۴۰	رحمت اللہ صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۴۱	حبیب الرحمٰن صاحب	〃 کوہاٹ
۱۴۴۲	حبیب احمد صاحب	علاقہ خوست
۱۴۴۳	بدرالدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۴۴	دین محمد صاحب	〃 〃
۱۴۴۵	عمرالدین صاحب	〃 〃
۱۴۴۶	غلام محمد صاحب	شیخوپورہ
۱۴۴۷	اصغر محمود صاحب	سیالکوٹ
۱۴۴۸	فتح محمد صاحب	بغداد
۱۴۴۹	شیدالغفور صاحب	انجور انڈیا
۱۴۵۰	خان بہادر سیٹھ ولی لال جی صاحب	سکندر آباد
۱۴۵۱	ایم۔ ٹی ابوبکر صاحب	کولمبو
۱۴۵۲	احمد صاحب	〃
۱۴۵۳	یعقوب صاحب	پشاور
۱۴۵۴	رحمت خان صاحب	پٹیالہ
۱۴۵۵	آدم خان صاحب	مردان
۱۴۵۶	حاجی کلو شاہ صاحب	بنارس چھاؤنی
۱۴۵۷	برکت علی صاحب	بنارس
۱۴۵۸	لال دین زرگر صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۵۹	باغ علی صاحب حوالدار میجر	〃 〃
۱۴۶۰	ٹی۔ دی۔ عثمان صاحب	کالی کٹ
۱۴۶۱	غلام سرور صاحب	
۱۴۶۲	فیروزالدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۴۶۳	کریم بخش صاحب	〃 〃
۱۴۶۴	غلام دین صاحب	
۱۴۶۵	غلام بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۴۶۶	سید ابوظفر صاحب	مونگھیر
۱۴۶۷	صادق علی صاحب سفید پوش	ضلع لائلپور

نمبر	نام	مقام
۱۴۶۸	فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ صادق علی صاحب ضلع لائلپور	
۱۴۶۹	محمد ملک صاحب	
۱۴۷۰	رزاق خان صاحب	
۱۴۷۱	علی محمد صاحب	انبالہ
۱۴۷۲	ڈاکٹر صدیق احمد صاحب	
۱۴۷۳	سید محمد اکبر شاہ صاحب	
۱۴۷۴	عبداللطیف خان صاحب	
۱۴۷۵	نواب دین صاحب	ضلع لائلپور
۱۴۷۶	میراں بخش صاحب	〃 گجرات
۱۴۷۷	فاطمہ بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۴۷۸	نور دین صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۴۷۹	مولوی محمد حسین صاحب	〃 امرتسر
۱۴۸۰	محمد شفیع صاحب	
۱۴۸۱	رسول بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۱۴۸۲	رقیہ بیگم صاحبہ	〃 حصار
۱۴۸۳	شیخ فتح الدین صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۴۸۴	محمد علی صاحب	〃 〃
۱۴۸۵	شیخ عباد اللہ صاحب	〃 〃
۱۴۸۶	کرم الدین صاحب	〃 لائلپور
۱۴۸۷	سید ابوالظفر صاحب	〃 مونگھیر
۱۴۸۸	والدہ فتح محمد صاحب	〃 گورداسپور
۱۴۸۹	والدہ میاں سخی محمد صاحب	〃 گجرات
۱۴۹۰	حسین بخش صاحب 〃	〃 〃
۱۴۹۱	سردار بیگم صاحبہ اہلیہ 〃	〃 〃
۱۴۹۲	نواب بی بی صاحبہ ہمشیرہ 〃	〃 〃
۱۴۹۳	نور بیگم صاحبہ اہلیہ عبداللہ صاحب 〃	〃
۱۴۹۴	بیگم بی بی صاحبہ 〃 فضل صاحب 〃	〃
۱۴۹۵	نعمت بی بی صاحبہ ہمشیرہ عبداللہ صاحب 〃	〃
۱۴۹۶	چوہدری محمد اشرف صاحب 〃	〃
۱۴۹۷	بیگم صاحبہ	فیروزپور
۱۴۹۸	محمد رمضان صاحب	
۱۴۹۹	محمد شعبان صاحب	
۱۵۰۰	محمد یعقوب صاحب	حیدرآباد سندھ
۱۵۰۱	سید حبیب شاہ صاحب	ڈکانہ
۱۵۰۲	محمد طیب شاہ صاحب صدیقی بی اے	بی ٹی
۱۵۰۳	حافظ نور شاہ صاحب	
۱۵۰۴	عبدالعزیز صاحب	
۱۵۰۵	بھو صاحب	ضلع گورداسپور

نمبر	نام	مقام
۱۵۰۶	بوٹا صاحب	ضلع گورداسپور
۱۵۰۷	ستار شیخ صاحب	
۱۵۰۸	محمد نواز خان صاحب	
۱۵۰۹	سائی صاحبہ	
۱۵۱۰	محمد ملک صاحب	
۱۵۱۱	شیخ عبدالرحمٰن صاحب	
۱۵۱۲	محمد رمضان صاحب	
۱۵۱۳	مسماۃ فرخی دیدی صاحبہ	
۱۵۱۴	بختی بیگم صاحبہ	
۱۵۱۵	فتحی بیگم صاحبہ	
۱۵۱۶	دولت خان صاحب	ضلع لائلپور
۱۵۱۷	ابراہیم صاحب	〃 〃
۱۵۱۸	محمد اقبال صاحب	〃 گورداسپور
۱۵۱۹	قادر بخش صاحب	〃 ڈیرہ غازی خان
۱۵۲۰	رائے مرید محمد صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۵۲۱	ماسٹر غلام رسول صاحب	〃 〃
۱۵۲۲	جلال الدین صاحب	〃 اجمیر
۱۵۲۳	فضل محمد صاحب	ریاست کپورتھلہ
۱۵۲۴	صاحبزادہ عبدالسلام صاحب	ضلع شاہپور
۱۵۲۵	سید لطیف صاحب	〃 〃
۱۵۲۶	محمد امیر صاحب	〃 〃
۱۵۲۷	محمد عبدالکریم صاحب	یوراگ علاقہ نظام
۱۵۲۸	لال بی بی صاحبہ زوجہ محمد عبدالکریم صاحب 〃	〃
۱۵۲۹	چاند بی بی صاحبہ بیوہ میاں حاجی صاحب 〃	〃
۱۵۳۰	قاضی محمد اکبر صاحب	لاہور
۱۵۳۱	نجیب خان صاحب	ضلع پشاور
۱۵۳۲	ولی محمد صاحب	بمبئی
۱۵۳۳	مولوی عبدالعزیز صاحب	ضلع شاہپور
۱۵۳۴	یار محمد خان صاحب	
۱۵۳۵	علم الدین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۵۳۶	منشی غلام محمد صاحب	
۱۵۳۷	حسین بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۱۵۳۸	توصیف حسین صاحب	کلکتہ
۱۵۳۹	شیر احمد صاحب	پٹیالہ
۱۵۴۰	محمد یوسف صاحب	ضلع منٹگمری
۱۵۴۱	محمد عارف صاحب	کراچی
۱۵۴۲	فاطمہ بی بی صاحبہ	گجرات
۱۵۴۳	جیونی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۵۴۴	بیگم بی بی صاحبہ	〃 〃

۱۵۴۵ بہشت بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور [illegible]

24

وصیتیں

نمبر ۱۳۹۱۴:- منکہ علی محمد ولد محمد بخش قوم کھوکھر عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۱ء ساکن بدھ حال رہائش گنج مغل پورہ تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹-۳-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد چاہی موضع بدھ ڈاکخانہ بھیلووال ضلع امرتسر میں ہے۔ جو پانچ گھماؤں ہے۔ اور وہ بارہ سو روپیہ پر رہن ہے۔ اور ایک مکان کچا رہائشی مبلغ پینتالیس روپیہ کا ہے۔ میں بیکار ہوں۔ میرا گذارہ موجودہ وقت میں میرے لڑکے کی آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۱۲ روپیہ ماہوار ہے۔ چونکہ اس کی ملازمت عارضی ہے۔ اس لئے جب تک وہ ملازمت میں رہیگا۔ میں اس آمد پر اپنی بیعت جو کہ دسواں حصہ ہے۔ ہر ماہ ادا کرتا رہونگا۔ اور مکان کا بھی دسواں حصہ ادا کردوں گا۔ اور زمین کے متعلق یہ ہے۔ کہ جب میں اپنی زندگی میں خلاص کرالوں تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر نہ خلاص کرا سکوں۔ تو وہ قرضہ نہیں رہیگی۔ اور اگر میرے مرنے کے وقت اور کوئی جائداد بھی ثابت ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت ادا کر کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے رسید حاصل کرلوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:- علی محمد بقلم خود از گنج مغل پورہ لاہور

گواہ شد:- جلال الدین بقلم خود ساکن گنج ضلع لاہور

گواہ شد:- محمد اسمٰعیل جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ گنج ضلع لاہور

نمبر ۴۰۳۵:- منکہ عبدالخالق بصری ولد میاں محمد امیر صاحب قوم شیخ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۱-۵-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میرے پاس اس وقت مبلغ ۲۰ روپیہ نقد موجود ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو اس وقت ۱۸/۱۰ روپیہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عبدالخالق احمدی لاہور چھاؤنی بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد امیر عفی اللہ عنہ بقلم خود ملازم رنجمنٹ ڈپو لاہور چھاؤنی۔ گواہ شد:- اللہ بخش جنرل سکرٹری لاہور چھاؤنی بقلم خود

نمبر ۴۸۶۵:- منکہ امۃ الحفیظ ولد مرزا محمد حسین صاحب زوجہ مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ قوم مغل عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸-۱-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت سات سو روپیہ کی قیمت کی ہے زیور قیمتی دو صد روپیہ اور مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی کہہ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وصیت کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور مزید ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- امۃ الحفیظ - گواہ شد:- عبدالاحد مولوی فاضل خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- محمد حسین والد موصیہ۔

نمبر ۱۳۹۱۲:- منکہ اللہ دتا ولد حیات محمد قوم جٹ وڑائچ پیشہ کاشتکاری عمر پچاس سال چک ۱۰ جنوبی ڈاکخانہ چک ۱۰ جنوبی تحصیل سرگودہا ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵-۲-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ دو مربعہ زمین بصیغہ گھوڑی پال چک ۱۰ میں ہے۔ اور تقریباً پچاس بیگھہ زمین موضع دھیر کے کلاں تحصیل و ضلع گجرات میں ہے۔ ان ہر دو جگہ پر پختہ مکانات ہیں۔ تمام ہر دو جگہوں کی قیمت زمین معہ مکانات بیس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائداد زائد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ العبد:- اللہ دتا ولد حیات محمد قوم جٹ وڑائچ ساکن چک ۱۰ حال وارد دھیر کے کلاں نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- حافظ غلام محمد سکنہ دھیر کے کلاں سکرٹری انجمن احمدیہ بقلم خود۔ گواہ شد:- عطا محمد ولد اللہ دتہ فرزند اکبر ساکن دھیر کے کلاں تحصیل و ضلع گجرات بقلم خود۔ گواہ شد:- اکبر علی سکرٹری جماعت احمدیہ سدو کی تحصیل و ضلع گجرات تحریر کنندہ

نمبر ۴۸۶۶:- منکہ اسد اللہ خان ولد چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ وکالت عمر تقریباً ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ڈسکہ کلاں ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹-۱۲-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد بصورت زمین چار مربعہ جات واقعہ بمقام بھیانہ چک ۸۵ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لائل پور (جھنگ برانچ) اور ایک مکان سکونتی ناقابل رہائش واقعہ بمقام ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ ہے۔ اس جائداد کا حق ملکیت مجھے حاصل نہیں ہے۔ صرف آمدنی کا حق دار ہوں۔ لہذا میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدگی کے ساتھ تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے پیشہ وکالت سے جو آمدنی ماہوار ہوا کرے گی۔ اس کا بھی دسواں حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ علاوہ ازیں میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد جس پر مجھے حق ملکیت حاصل ہو۔ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ عالیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر کوئی رقم ایسی جائداد کی قیمت کی صورت میں میں اپنی زندگی میں داخل کردوں۔ تو ایسی رقم اس جائداد کی قیمت سے منہا کر دی جائے گی۔ ۲۹-۱۲-۳۲

العبد:- اسد اللہ خان بی۔اے بیرسٹرایٹ لاء ٹرنر روڈ لاہور بقلم خود ۲۹-۱۲-۳۲۔ گواہ شد:- لفٹیننٹ عبداللہ بی۔اے۔ ایگزیکٹو افسر قصور ضلع لاہور۔

گواہ شد:- رشید احمد خان ایم ایس سی سائنس ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ بقلم خود

نمبر ۴۰۸۹:- منکہ محمد یعقوب خان ولد محمد یار صاحب قوم پٹھان عمر تقریباً ۳۷ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن گوڑیانی ڈاکخانہ خاص تحصیل جھجر ضلع رہتک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳-۱۲-۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی ۲۱۵ بیگھہ خام بارانی اور ایک مکان سکونتی واقعہ گوڑیانی مذکور جس کی کل قیمت ۱۲۸۰/- روپیہ ہوتی ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ باقساط ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی آٹھ روپیہ ہے۔ اس میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ کیونکہ یہ آمدنی مستقل نہیں ہے اس لئے جب تک ملازم رہوں گا۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- محمد یعقوب خان احمدی ولد محمد یار خان بقلم خود حال ملازم بمقام دہلی دار المطالعہ انجمن احمدیہ بازار بلی ماراں ۲۰-۱۲-۳۳۔ گواہ شد:- محمد الدین ملتانی ساکن مبارک منزل محلہ [illegible]

[illegible] گواہ شد:- [illegible] قادیان دارالامان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کپورتھلہ ایجی ٹیشن کے متعلق شملہ سے ۳ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایجی ٹیشن بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اور جو افسر اس سے پیدا شدہ صورت حالات کے مقابلہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ وہ واپس آ گئے ہیں۔

ہندو مہا سبھا کے سیکرٹری نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ قوم پرست مسلمانوں نے اپنے ہم مذہبوں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ چیخ و پکار کرتے جائیں کہ کمیونل ایوارڈ میں ان کے مطالبات پورے نہیں کئے گئے۔ اور وہ کانگرس سے تعاون کر کے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ نیز انہوں نے کمیونل ایوارڈ کے متعلق ایک سازش کر رکھی ہے۔ کہ اس کی مخالفت نہ کریں گے۔

بھائی پرمانند صدر ہندو مہا سبھا نے شملہ سے ۳ جولائی کو اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندو مہا سبھا کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ ملتوی کر دی جائے۔ تا سبھاؤں کو نمائندے منتخب کرنے کے لئے زیادہ وقت مل جائے اس لئے اب یہ میٹنگ بجائے ۷ کے ۲۸ جولائی کو ہوگی

ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے جو پنجاب کے مشہور کانگرسی ہیں۔ پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ مجھے داخلہ کونسل کے پروگرام پر اعتماد نہیں۔ ×

پنڈت آریہ منی جو ایک مشہور آریہ سماجی عالم سنسکرت کے بہت بڑے ودوان اور ویدوں و شاستروں وغیرہ کے ترجمہ کی قریباً ۲۶ کتب کے مصنف تھے۔ ۲ جولائی موگہ میں انتقال کر گئے۔ آپ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور میں سنسکرت کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔

اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں شملہ سے ۳ جولائی کی اطلاع کے مطابق ہندوستان میں غیر ملکی چاولوں کی بہت زیادہ برآمد کو روکنے کے لئے حکومت اپنی تجاویز پیش کرے گی۔

آسام کی وادی میں جورہاٹ سے ۳ جولائی کی اطلاع کے مطابق دریائے برہم پترمیں طغیانی کی وجہ سے سیلاب آگیا ہے۔ ایک ہزار مربع میل میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ پانی میں انسانوں اور حیوانوں کی لاشیں تیرتی پھرتی ہیں۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ لوگ درختوں اور مچانوں پر چڑھ کر جانیں بچا رہے ہیں۔ حکومت نے اہل آسام کی امداد کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ دہلی سے بھی بارش کی وجہ سے سخت تباہی کی خبریں آ رہی ہیں۔ دریائے گنگا بھی طغیانی پر ہے۔ بازاروں میں پانی چڑھ آیا ہے۔ کئی مکانات گر گئے اور کئی لوگ نیچے دب کر مر گئے۔ چاندنی چوک میں سڑک کا کچھ حصہ زمین میں دھنس گیا۔ انبالہ صدر میں بھی شدید بارش کی وجہ سے بازاروں بلکہ لوگوں کے گھروں میں پانی کھڑا ہو گیا ہے۔

پٹنہ سے ۳ جولائی کی خبر ہے۔ کہ پٹنہ بم کیس کے ملزم سورج ناتھ چوبے اور گیا سازش کیس کے دو اسیروں کو جنہیں عدالت نے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی تھی۔ انڈیمان بھیج دیا گیا ہے۔

شملہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں مزید تخفیف کرنا چاہتی ہے۔ اگرچہ ابھی تک آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن جلد ہی اعلان کی توقع کی جاتی ہے۔ ×

گاندھی جی کا بائیکاٹ کرنے کے لئے لاہور سے ۳ جولائی کی اطلاع کے مطابق سناتن دھرمی نوجوانوں نے ایک بائیکاٹ کمیٹی بنائی ہے۔ جس نے فیصلہ کیا ہے کہ گاندھی جی کی آمد پر لاہور چھاؤنی اور لاہور شہر سٹیشنوں پر سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کیا جائے۔ راولپنڈی کے سناتن دھرمیوں نے بھی اس کمیٹی سے تعاون کا فیصلہ کیا ہے۔

مولوی ظفر علی صاحب نے جالندھر میں تحریک نیلی پوشان کے نام سے جو فتنہ اٹھایا تھا۔ اس کے روح رواں پیرزادہ عبدالمجید کے متعلق زمیندار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ۲½ ہزار روپیہ حکومت کپورتھلہ سے لے کر ہمیشہ کے لئے اپنی سرگرمیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پیرزادہ نے اس کی تردید کی ہے۔

ملک صاحب خان صاحب نون نے گوجرانوالہ سے ۲ جولائی کی اطلاع کے مطابق ۳۰ جون کو خان بہادر ملک زمان مہدی خان سے گوجرانوالہ کی ڈپٹی کمشنری کا چارج لیا

سرحدی کونسل کی فنانس کمیٹی نے ۲ جولائی ایبٹ آباد میں ایک اجلاس کر کے فیصلہ کیا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے نتھیا گلی میں گورنمنٹ ہاؤس تعمیر کیا جائے۔

پنجاب کونسل کا دفتر شملہ سے ۳ جولائی کی اطلاع کے مطابق ۳۰ جون کو اسمبلی چیمبرس شملہ میں بند ہو کر ۳ جولائی ۱۹۳۴ء سے لاہور میں کھل گیا ہے۔ آئندہ تمام خط و کتابت لاہور کے پتہ پر ہونی چاہئیے۔

انگورہ سے ۳۰ جون کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی کی ملاقات کو بہت کچھ سیاسی اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس ملاقات کے بعد اسلامی ممالک کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے گی۔ جس میں مسلم فیڈریشن کے مسئلہ پر غور و خوض کیا جائیگا۔

سری نگر سے ۳ جولائی کی خبر ہے۔ کہ تین چماروں کے تبدیل مذہب کرنے پر ان کے بھائیوں نے ہندو لاء کے مطابق انہیں وراثت سے محروم قرار دئے جانے کے لئے دعویٰ دائر کیا تھا۔ تحصیلدار نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ لیکن اپیل پر ایس۔ ڈی۔ او نے دعویٰ خارج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدعا علیہ کبھی بھی ہندو نہیں تھے۔ وہ چمار تھے۔ اور چمار ہندو نہیں ہیں۔

احراری ایجی ٹیٹر جو ریاست کپورتھلہ میں شورش بپا کرنے کے جرم میں قید ہوئے تھے۔ پھگواڑہ سے ۳ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ انہوں نے ایک مشترکہ معافی نامہ لکھ کر حکومت کپورتھلہ کو ارسال کیا۔ جس پر جیلر نے ان کی سفارش بھی کر دی۔ لیکن ملاپ ۶ جولائی کا بیان ہے۔ کہ حکومت نے اس معافی نامہ کو نامنظور کر دیا ہے۔ اور وہ انہیں کسی حالت میں بھی رہا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

احراریوں کے ایک امرتسری لیڈر مسٹر بشیر احمد رمنوانی کے متعلق ملاپ ۶ جولائی لکھتا ہے۔ کہ وہ اپنے بھائی سمیت ایک شخص کو چاقو مارنے کی وجہ سے زیر دفعہ ۳۲۴ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

لکھنؤ سے ۴ جولائی کی خبر ہے کہ ڈاک خانہ کا ایک چپراسی ۲۶۰۰ روپیہ لے کر جا رہا تھا۔ کہ دو سائیکل سوار نوجوانوں نے روز روشن میں اس پر حملہ کر کے روپیہ چھین لیا۔ اور بھاگ گئے۔

کلکتہ کارپوریشن کے میئر کا انتخاب ۴ جولائی کو ہو گیا۔ ۳۷ کے مقابلہ میں ۴۴ آراء کی کثرت سے مسٹر این۔ آر۔ سرکار منتخب ہو گئے۔ اور مسٹر فضل الحق ناکام رہے۔ مسٹر جے۔ سی۔ گپتا نے کہا۔ کہ مسٹر سرکار کی تو بے شک فتح ہو گئی۔ لیکن ہندو مسلم اتحاد کو شکست ہوئی۔ ایک ہندو ممبر نے کہا۔ کہ مسٹر سرکار میرے لئے باعث شرم ہیں۔ اور واک آؤٹ کر گیا۔ مسٹر سرکار نے کہا جب میں پہلے پہل کلکتہ آیا۔ تو سڑکوں کی پٹڑیوں پر گذارہ کیا کرتا تھا۔ اور آج مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا پا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی